فہم القرآن

ترجمۂ قرآن مجید

مع صرفی و نحوی تشریح

افادات: حافظ احمد یار مرحوم

ترتیب وتدوین: لطف الرحمٰن خان

سورۃ البقرۃ (مسلسل)

آیت ۲۰۳

﴿وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ ۭ فَمَنْ تَعَجَّلَ فِيْ يَوْمَيْنِ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۚ وَمَنْ تَاَخَّرَ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۙ لِمَنِ اتَّقٰى ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ۝﴾

ح ش ر

حَشَرَ (ن) حَشْرًا : (۱) جمع کرنا' اکٹھا کرنا۔ (۲) جمع کرنے کے لیے نکالنا' اُٹھانا۔ ﴿يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِيْنَ اِلَى الرَّحْمٰنِ وَفْدًا ۝﴾ (مریم) ''جس دن ہم جمع کریں گے متقی لوگوں کو رحمٰن کی طرف بطور وفد کے۔'' ﴿رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِيْٓ اَعْمٰى﴾ (طٰہٰ:۱۲۵) ''اے میرے ربّ! تو نے کیوں اُٹھایا مجھ کو اندھا؟''

اُحْشُرْ (فعل امر) : تو جمع کر۔ ﴿اُحْشُرُوا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا﴾ (الصّٰفّٰت:۲۲) ''تم لوگ اکٹھا کرو اُن لوگوں کو جنہوں نے ظلم کیا۔''

حَاشِرٌ (اسم الفاعل) : جمع کرنے والا۔ ﴿وَابْعَثْ فِي الْمَدَآئِنِ حٰشِرِيْنَ ۝﴾ (الشُّعراء) ''اور تو بھیج شہروں میں جمع کرنے والوں کو۔''

مَحْشُوْرٌ (اسم المفعول) : جمع کیا ہوا۔ ﴿وَالطَّيْرَ مَحْشُوْرَةً ۭ﴾ (صٓ:۱۹) ''اور پرندوں کو' جمع کیے ہوئے۔''

ترکیب : ''وَاذْكُرُوْا'' کا فاعل اس کی ''اَنْتُمْ'' کی ضمیر ہے' لفظ ''اللّٰهَ'' مفعول ہے اور مرکب توصیفی ''اَيَّامٍ مَّعْدُوْدَاتٍ'' ظرف ہے' لیکن ''فِيْ'' کی وجہ سے حالتِ جر میں آیا ہے۔ ''فَمَنْ'' میں ''مَنْ'' شرطیہ ہے۔ ''تَعَجَّلَ فِيْ يَوْمَيْنِ'' شرط ہے جبکہ ''فَلَا اِثْمَ عَلَيْهِ'' جوابِ شرط ہے اور اس پر لائے نفیٔ جنس ہے۔

ترجمہ:

وَاذْكُرُوْا : اور تم لوگ یاد کرو — اللّٰهَ : اللہ کو

فِيْ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ : گنے ہوئے دنوں میں — فَمَنْ : پس جس نے

تَعَجَّلَ : جلدی کی — فِيْ يَوْمَيْنِ : دو دنوں میں

فَلَا اِثْمَ : تو کسی قسم کا گناہ نہیں ہے — عَلَيْهِ : اس پر

وَمَنْ تَاَخَّرَ : اور جس نے دیر کی — فَلَا اِثْمَ عَلَيْهِ : تو کسی قسم کا کوئی گناہ نہیں ہے اس پر

لِمَنِ اتَّقٰى : اس کے لیے جس نے تقویٰ کیا — وَاتَّقُوا : اور تم لوگ تقویٰ کرو

اللّٰهَ : اللہ کا — وَاعْلَمُوْٓا : اور تم لوگ جان لو

اَنَّكُمْ : کہ — اِلَيْهِ : اس کی طرف ہی

تُحْشَرُوْنَ : تم سب اکٹھا کیے جاؤ گے

نوٹ (۱) : ''تَعَجَّلَ'' کے ساتھ دو دنوں کی وضاحت ہے لیکن ''تَاَخَّرَ'' کے ساتھ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ اس سے یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ حاجی کی مرضی ہے کہ جب تک اس کا جی چاہے منیٰ میں رہے' تین دن میں واپسی ضروری نہیں ہے۔ کچھ لوگ سعودی حکومت پر تنقید کرتے ہیں کہ تمام انتظامات ختم کر کے حاجیوں کو تین دنوں میں واپسی پر مجبور کرنا اس آیت کے خلاف ہے۔ وہ لوگ یہ بھول جاتے ہیں کہ یہ طریقہ اسلام سے بھی پہلے سے رائج ہے جسے قرآن یا حدیث میں تبدیل نہیں کیا گیا۔ نیز ان کی دلیل کی تردید اس آیت کے الفاظ ''اَيَّامٍ مَّعْدُوْدَاتٍ'' سے ہو جاتی ہے کہ جلدی یا دیر کرنے کی بات ان دنوں کے حوالے سے ہے۔

اِس قسم کی بحثوں میں الجھنے کے بجائے ہمیں اپنی توجہ کو اس آیت کے اصل سبق پر مرکوز کرنا چاہیے۔ اس میں سبق یہ دیا گیا ہے کہ کسی حاجی کی فضیلت اس میں نہیں ہے کہ دس تاریخ کو حج کے ارکان سے فارغ ہونے کے بعد کون منیٰ میں دو دن رہا اور کون تین دن' بلکہ فضیلت

اس میں ہے کہ قیام کے دوران کس نے اللہ کو کتنا یاد کیا اور اللہ کی نافرمانیوں سے بچنے کی کتنی پریکٹس کی۔ جس طرح حج پر آنے کے سفر کے لیے بہترین زادِ راہ تقویٰ تھا اسی طرح واپسی کے لیے بھی بہترین زادِ راہ اور حج کا بہترین تحفہ تقویٰ ہونا چاہیے۔ اس لیے حج سے فارغ ہو کر کچھ عرصہ منیٰ میں قیام کر کے اپنے تقویٰ میں حسن و نکھار پیدا کر کے اسے خوب مستحکم کر لو' اس کے بعد اپنے کمرۂ امتحان میں واپس جاؤ۔

آیت ۲۰۴

﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّعْجِبُكَ قَوْلُهٗ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيُشْهِدُ اللّٰهَ عَلٰى مَا فِيْ قَلْبِهٖ ۙ وَهُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ ﴿٢٠٤﴾﴾

ع ج ب

عَجِبَ (س) عَجَبًا : حیرت زدہ ہونا' حیرت کرنا۔ ﴿اَوَعَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ مِّنْكُمْ﴾ (الاعراف:٦٣) ''تو کیا تم لوگ حیرت زدہ ہو کہ تمہارے پاس آئی ایک یاد دہانی تمہارے ربّ سے تم میں سے کسی شخص پر؟''

عَجَبٌ (مصدر کے علاوہ صفت بھی ہے) : جو چیز عام طور پر نظر نہ آتی ہو' غیر معمولی' حیران کن' انوکھی۔ ﴿اَكَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا اَنْ اَوْحَيْنَآ اِلٰى رَجُلٍ مِّنْهُمْ﴾ (یونس:٢) ''کیا لوگوں کے لیے حیران کن ہے کہ ہم نے وحی کی ان میں سے ایک شخص کی طرف؟''

عَجِيْبٌ (فَعِيْلٌ کے وزن پر صفت) : حیران کن۔ ﴿هٰذَا شَيْءٌ عَجِيْبٌ ﴿٢﴾﴾ (ق) ''یہ ایک حیران کن چیز ہے۔''

عُجَابٌ (فُعَالٌ کے وزن پر مبالغہ) : انتہائی حیران کن۔ ﴿اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ ﴿٥﴾﴾ (صٓ) ''یقیناً یہ ایک انتہائی حیران کن چیز ہے۔''

اَعْجَبَ (افعال) اِعْجَابًا : (۱) کسی کو حیرت میں ڈالنا' حیرت زدہ کرنا۔ (۲) دلکش لگنا' بھلا لگنا۔ ﴿فَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ ؕ﴾ (التوبۃ:٥٥) ''تو حیران نہ کریں تجھ کو اُن کے مال اور نہ اُن کی اولاد۔'' ﴿وَلَوْ اَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيْثِ ۚ﴾ (المائدۃ:١٠٠) ''اور اگر چہ بھلی لگے تجھ کو خباثت کی کثرت۔''

ل د د

لَدَّ (ن) لَدًّا : کسی کی بات نہ ماننا' ہٹ دھرم ہونا۔

اَلَدُّ ج لُدٌّ (اَفْعَلُ التَّفْضِيْلِ) : زیادہ ہٹ دھرم یا انتہائی ہٹ دھرم۔ واحد آیت زیر مطالعہ میں آیا ہے۔ ﴿وَتُنْذِرَ بِهٖ قَوْمًا لُّدًّا ﴾ (مریم) ''اور تاکہ آپؐ خبردار کریں اس سے ایک زیادہ ہٹ دھرم قوم کو۔''

خ ص م

خَصَمَ (ض) خَصْمًا : زبانی جھگڑا کرنا' تو تکار کرنا۔

خَصْمٌ (اسم ذات بھی ہے): مدّ مقابل' فریقِ مخالف۔ (یہ واحد' جمع' مؤنث' سب کے لیے آتا ہے)۔ ﴿وَهَلْ اَتٰىكَ نَبَؤُا الْخَصْمِ﴾ (صٓ:۲۱) ''اور کیا پہنچی تجھ کو مخالف فریقوں کی خبر؟''

خَصِمٌ جمع خِصَامٌ اور خَصِمُوْنَ (صفت) : کٹ حجتی' جھگڑالو۔ خِصَامٌ آیت زیر مطالعہ میں آیا ہے۔ ﴿بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُوْنَ ﴾ (الزخرف) ''بلکہ وہ لوگ جھگڑالو قوم ہیں۔''

خَصِيْمٌ (فَعِيْلٌ کے وزن پر صفت) : ہمیشہ بحث کرنے والا' جھگڑالو۔ ﴿فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ ﴾ (یٰسٓ) ''پس جب ہی وہ کھلے طور پر ہمیشہ بحث کرنے والا ہے۔''

اِخْتَصَمَ (افتعال) اِخْتِصَامًا : اہتمام سے ایک دوسرے سے اُلجھنا' جھگڑنا۔ ﴿وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ ﴾ (آل عمران) ''اور آپؐ نہیں تھے ان کے پاس جب وہ ایک دوسرے سے اُلجھ رہے تھے۔''

تَخَاصَمَ (تفاعل) تَخَاصُمًا : باہم جھگڑا کرنا۔ ﴿اِنَّ ذٰلِكَ لَحَقٌّ تَخَاصُمُ اَهْلِ النَّارِ ﴾ (صٓ) ''بیشک یہ حق ہے' آگ والوں کا باہم جھگڑا کرنا۔''

ترکیب : ''مَنْ'' نکرہ موصوفہ ہے۔ اگلا جملہ اس کی صفت ہے۔ ''يُعْجِبُ'' کا مفعول ضمیر ''كَ'' ہے اور ''قَوْلُهٗ'' اس کا فاعل ہے۔ ''يُشْهِدُ'' کا فاعل اس کی ''هُوَ'' کی ضمیر ہے جو ''مَنْ'' کے لیے ہے۔ ''اَلَدُّ الْخِصَامِ'' مرکب اضافی ہے' لیکن اُردو محاورے کی وجہ سے ترجمہ مرکب توصیفی میں ہوگا۔

ترجمہ:

وَمِنَ النَّاسِ : اور لوگوں میں وہ بھی ہے	مَنْ : جو
يُعْجِبُكَ : بھلی لگتی ہے تجھ کو	قَوْلُهٗ : جس کی بات
فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا : دنیا کی زندگی میں	وَيُشْهِدُ : اور جو گواہ بناتا ہے

اللّٰہَ :اللہ کو	عَلٰی مَا :اس پر جو
فِیْ قَلْبِهٖ :اس کے دل میں ہے	وَ :حالانکہ
هُوَ :وہ	اَلَدُّ الْخِصَامِ : انتہائی ہٹ دھرم' کٹ حجتی ہے

آیت ۲۰۵

﴿وَاِذَا تَوَلّٰی سَعٰی فِی الْاَرْضِ لِیُفْسِدَ فِیْهَا وَیُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ ۭ وَاللّٰهُ لَا یُحِبُّ الْفَسَادَ ﴾

ح ر ث

حَرَثَ (ن) حَرْثًا :کھیتی کے لیے زمین تیار کرنا' بیج ڈالنا۔ ﴿اَفَرَءَیْتُمْ مَّا تَحْرُثُوْنَ ﴿﴾ ءَ اَنْتُمْ تَزْرَعُوْنَهٗ اَمْ نَحْنُ الزّٰرِعُوْنَ ﴿﴾﴾ (الواقعة) ''کیا تم لوگوں نے دیکھا نہیں جو تم بیج ڈالتے ہو؟ کیا تم اُگاتے ہو اس کو یا ہم اُگانے والے ہیں؟''

حَرْثٌ (اسم ذات بھی ہے):کھیتی' آیت زیرِ مطالعہ۔

ن س ل

نَسَلَ (ض) نَسْلًا :پرندوں کے پر یا جانوروں کے اُون کا گرنا۔ اس بنیادی مفہوم کے ساتھ مختلف معانی میں آتا ہے' مثلاً (۱) گرنا یا الگ ہونا۔ (۲) تیز چلنا۔ ﴿وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ یَّنْسِلُوْنَ ﴿﴾﴾ (الانبیاء) ''اور وہ لوگ ہر بلندی سے تیزی سے پھسلتے ہوں گے۔''

نَسْلٌ:کسی سے الگ ہونے والی چیز' اولاد اور اولاد کی اولاد۔ نسل۔ آیتِ زیرِ مطالعہ۔

ترکیب : ''اِذَا'' شرطیہ ہے۔ ''تَوَلّٰی'' شرط ہے اور ''سَعٰی'' سے ''وَالنَّسْلَ'' تک جوابِ شرط ہے۔ افعال ''تَوَلّٰی' سَعٰی' یُفْسِدَ'' اور ''یُهْلِكَ'' کے فاعل ان کی ''هُوَ'' کی ضمیریں ہیں جو گزشتہ آیت میں مذکور ''مَنْ'' کے لیے ہیں۔ ''فِیْهَا'' کی ضمیر ''الْاَرْضَ'' کے لیے ہے۔ ''لِیُفْسِدَ'' میں لام ''کَیْ'' پر عطف ہونے کی وجہ سے ''یُهْلِكَ'' پر بھی نصب ہے۔ معلوم ہے کہ لامِ کَیْ کے بعد لفظ اَنْ محذوف ہوتا ہے۔ نسل سے مراد یہاں مویشیوں کی نسل ہے۔

ترجمہ:

وَاِذَا :اور جب	تَوَلّٰی :وہ لوٹتا ہے
سَعٰی :تو وہ بھاگ دوڑ کرتا ہے	فِی الْاَرْضِ : زمین میں

لِيُفْسِدَ : تا کہ وہ نظم بگاڑے — فِيْهَا : اس میں
وَيُهْلِكَ : اور تا کہ وہ برباد کرے — الْحَرْثَ : کھیتی کو
وَالنَّسْلَ : اور (مویشیوں کی) نسل کو — وَاللّٰهُ : اور اللہ
لَا يُحِبُّ : پسند نہیں کرتا — الْفَسَادَ : نظم کے بگاڑ کو

آیت ۲۰۶

﴿وَاِذَا قِيْلَ لَهُ اتَّقِ اللّٰهَ اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ فَحَسْبُهٗ جَهَنَّمُ ؕ وَلَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴾

م ھ د

مَهَدَ (ف) مَهْدًا : کسی چیز کو بچھانا' آرام دہ بنانا۔ ﴿وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِاَنْفُسِهِمْ يَمْهَدُوْنَ ﴾ (الروم) ''اور جس نے عمل کیا کوئی نیکی کا تو اپنے لیے وہ آرام دِہ بناتے ہیں۔''

مَاهِدٌ (اسم الفاعل) : بچھانے والا' آرام دہ بنانے والا۔ ﴿وَالْاَرْضَ فَرَشْنٰهَا فَنِعْمَ الْمٰهِدُوْنَ ﴾ (الذّٰریٰت) ''اور زمین کو ہم نے بچھایا' اس کو تو ہم کتنا اچھا' آرام دہ بنانے والے ہیں!''

مِهَادٌ (فِعَالٌ کے وزن پر اسم المفعول) : آرام دِہ بنائی ہوئی چیز' آرام کا ٹھکانہ۔ (آیت زیر مطالعہ)۔

مَهْدٌ (اسم ذات) : بچھونا' چھوٹے بچے کا گہوارہ۔ ﴿اَلَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ مَهْدًا﴾ (طٰهٰ:۵۳) ''جس نے بنایا تمہارے لیے زمین کو بچھونا۔'' ﴿كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ﴾ (مریم:۲۹) ''ہم کیسے بات کریں اس سے جو ہے گہوارے میں؟''

ترکیب : ''اِذَا'' شرطیہ ہے۔ ''قِيْلَ لَهُ اتَّقِ اللّٰهَ'' شرط ہے اور ''اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ'' جواب شرط ہے۔ ''اَخَذَتْ'' کا فاعل ''الْعِزَّةُ'' ہے اور ''هُ'' ضمیر مفعولی ہے' جبکہ ''بِالْاِثْمِ'' متعلق فعل ہے اور اس میں ''بِ'' سببیہ ہے۔ مرکب اضافی ''حَسْبُهٗ'' مبتدأ ہے۔ ''جَهَنَّمُ'' خبر ہے۔ ''لَبِئْسَ الْمِهَادُ'' مبتدأ ہے اور اس کی خبر ''جَهَنَّمُ'' محذوف ہے۔

ترجمہ:

وَاِذَا : اور جب کبھی — قِيْلَ : کہا جاتا ہے

لَهٗ : اس سے	اتَّقِ : تو تقویٰ کر
اللّٰهَ : اللہ کا	اَخَذَتْهُ : تو جکڑ تا ہے اس کو
الْعِزَّةُ : گھمنڈ	بِالْاِثْمِ : گناہ کے سبب سے
فَحَسْبُهٗ : پس کافی ہے اس کو	جَهَنَّمُ : جہنم

وَلَبِئْسَ الْمِهَادُ : اور بہت برا ٹھکانہ ہے (جہنم)

آیت ۲۰۷

﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌ بِالْعِبَادِ ﴿۲۰۷﴾﴾

ترکیب : ''يَشْرِيْ'' کا فاعل اس کی ''هُوَ'' کی ضمیر ہے جو ''مَنْ'' کے لیے ہے۔ ''نَفْسَهُ'' اس کا مفعول اوّل ہے اور مرکب اضافی ''اِبْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ'' اس کا مفعول ثانی ہے' اس لیے مضاف ''اِبْتِغَاءَ'' پر نصب آئی ہے۔

ترجمہ:

وَمِنَ النَّاسِ : اور لوگوں میں وہ بھی ہیں	مَنْ : جنہوں نے
يَشْرِيْ : سودا کیا	نَفْسَهُ : اپنے آپ کا
اِبْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ : اللہ کے راضی ہونے کی جستجو کرنے سے	وَاللّٰهُ : اور اللہ
رَءُوْفٌ : بے انتہا نرمی کرنے والا ہے	بِالْعِبَادِ : بندوں سے

نوٹ : سورۃ البقرۃ کی آیت ۲۰۰ سے آیت زیرِ مطالعہ یعنی ۲۰۷ تک میں چار قسم کے حاجیوں کا ذکر آیا ہے۔ لیکن ان کے لیے حاجی کے بجائے ''النَّاس'' کا لفظ لایا گیا ہے۔ اس سے راہنمائی یہ ملتی ہے کہ جیسے معاشرے میں مختلف کردار کے لوگ ہوتے ہیں ویسے حاجیوں میں بھی مختلف کردار کے لوگ ہوتے ہیں۔

آیت ۲۰۰ میں ''وَمِنَ النَّاسِ مَنْ'' کے الفاظ سے پہلی قسم کے حاجیوں کا ذکر ہوا۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کا حج کرنے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ انہیں دنیا میں عزت و شہرت اور مقام و رتبہ حاصل ہو۔ ایسے لوگوں کو آخرت میں حج کا کوئی ثواب نہیں ملے گا۔ پھر آیت ۲۰۱ میں ''وَمِنْهُمْ مَّنْ'' کے الفاظ سے دوسری قسم کے حاجیوں کا ذکر ہوا۔ یہ لوگ دنیا اور آخرت دونوں جگہ کے

فوائد کے خواہشمند ہوتے ہیں۔ ان کو ان کی کمائی میں سے دونوں جگہ حصہ ملے گا۔ پھر آیت ۲۰۴ میں ''وَمِنَ النَّاسِ مَنْ'' کے الفاظ سے تیسری قسم کے حاجیوں کا ذکر ہوا۔ یہ Self Centred لوگ ہیں، یعنی انتہائی خود پسند لوگ جو اپنی ناک سے آگے کچھ نہیں دیکھتے اور اپنی بات کے آگے کسی کی بات کو اہمیت نہیں دیتے' یہاں تک کہ اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بات بھی نہیں سنتے۔ حالانکہ بات بات پر اللہ کو گواہ بناتے ہیں۔ یہ لوگ حج کرنے کے بعد بھی اپنے مخالف کو پست کرنے کے لیے کسی زیادتی یا ظلم سے دریغ نہیں کرتے۔ ان کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ اور آیت زیر مطالعہ میں چوتھی قسم کے حاجیوں کا ذکر ہے۔ یہ لوگ حج سے اللہ کی رضا کے علاوہ اور کوئی غرض نہیں رکھتے۔ ایسے بندوں سے اللہ تعالیٰ انتہائی نرمی کا معاملہ کرتا ہے۔ یعنی بشری تقاضوں کے تحت حج کے دوران ان سے جو بھی بھول چوک یا لغزش ہوتی ہے' اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے وہ سب معاف کر دیتا ہے۔

مذکورہ آیات کے مطالعہ سے بزرگوں کی اس بات میں بڑا وزن محسوس ہوتا ہے کہ ''جو کچھ آدمی کے اندر ہوتا ہے' حج کرنے کے بعد وہی نمایاں ہو جاتا ہے۔''

آیت ۲۰۸

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً ۪ وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴾

ك ف ف

كَفَّ (ن) كَفًّا : (۱) ہتھیلی مار کر کسی کو روکنا۔ (۲) ہتھیلیوں سے کوئی چیز جمع کرنا۔ ﴿وَاِذْ كَفَفْتُ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَنْكَ﴾ (المائدۃ: ۱۱۰) ''اور جب میں نے روکا بنواسرائیل کو آپ سے۔''

كَفٌّ (اسم ذات بھی ہے) : ہتھیلی۔ ﴿اِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ اِلَى الْمَآءِ﴾ (الرعد: ۱٤) ''مگر اپنی دونوں ہتھیلیوں کو پھیلانے والے کی مانند پانی کی طرف۔''

كُفَّ / كُفُّ / كُفِّ (فعل امر) : تو روک۔ ﴿كُفُّوْٓا اَيْدِيَكُمْ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ﴾ (النساء: ۷۷) ''تم لوگ روکو اپنے ہاتھوں کو اور قائم کرو نماز۔''

كَآفَّةٌ (یہ فَاعِلٌ کے وزن پر اسم الفاعل كَافٌّ ہے اور اس پر تائے مبالغہ ہے جیسے ''عَلَّامَةٌ'' پر ہے) : (۱) بہت زیادہ روکنے والا۔ (۲) بہت زیادہ جمع کرنے والا۔ پھر اس

سے مراد لیتے ہیں: باجماعت' سب کے سب۔ ﴿وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ﴾ (سبا:۲۸) ''اور ہم نے نہیں بھیجا آپؐ کو مگر روکنے والا ہوتے ہوئے لوگوں کے لیے''۔ ﴿وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِيْنَ كَآفَّةً﴾ (التوبۃ:۳۶) ''اور تم لوگ قتال کرو مشرکوں سے اکٹھے ہوکر۔''

ترکیب: فعل امر ''اُدْخُلُوْا'' کا مفعول ''السِّلْمِ'' ہے جو ''فِيْ'' کے صلہ کی وجہ سے مجرور ہوا ہے' جبکہ ''السِّلْمِ'' کا حال ہونے کی وجہ سے ''كَآفَّةً'' منصوب ہے۔ ''لَا تَتَّبِعُوْا'' فعل نہی کا مفعول مرکب اضافی ''خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ'' ہے' اس لیے اس کا مضاف ''خُطُوٰتِ'' حالتِ نصبی میں ہے۔

ترجمہ:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ: اے لوگو جو — اٰمَنُوْا: ایمان لائے
اُدْخُلُوْا: تم لوگ داخل ہو — فِي السِّلْمِ: اسلام میں
كَآفَّةً: کل کے کل — وَلَا تَتَّبِعُوْا: اور پیروی مت کرو
خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ: شیطان کے نقوشِ قدم کی — اِنَّهٗ: یقیناً وہ
لَكُمْ: تم لوگوں کے لیے — عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ: ایک کھلا دشمن ہے

آیت ۲۰۹

﴿فَاِنْ زَلَلْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْكُمُ الْبَيِّنٰتُ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۰۹﴾﴾

ترکیب: ''اِنْ'' شرطیہ ہے۔ ''زَلَلْتُمْ'' سے ''الْبَيِّنٰتُ'' تک شرط ہے اور ''فَاعْلَمُوْا'' سے آخر تک جوابِ شرط ہے۔ ''جَآءَتْ'' کا مفعول ''كُمْ'' کی ضمیر ہے اور ''اَلْبَيِّنٰتُ'' اس کا فاعل ہے اور یہ صفت ہے' اس کا موصوف ''الْاٰيٰتُ'' محذوف ہے۔

ترجمہ:

فَاِنْ: پھر اگر — زَلَلْتُمْ: تم لوگوں نے لغزش کھائی
مِّنْۢ بَعْدِ مَا: اس کے بعد کہ جو — جَآءَتْكُمُ: آئیں تمہارے پاس
الْبَيِّنٰتُ: واضح (نشانیاں) — فَاعْلَمُوْٓا: تو جان لو

اَنَّ : کہ	اللّٰہَ :اللہ
عَزِیْزٌ :بالادست ہے	حَکِیْمٌ:دانا ہے

آیت ۲۱۰

﴿هَلْ يَنظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيَهُمُ اللّٰهُ فِىْ ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ وَالْمَلٰۤئِكَةُ وَقُضِىَ الْاَمْرُ ۭ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ﴿٢١٠﴾﴾

ترکیب : ''اَنْ یَّاْتِیَ'' کا مفعول ''ھُمْ'' کی ضمیر ہے' جبکہ ''اللّٰہُ'' اور ''الْمَلٰئِکَۃُ'' اس کے فاعل ہیں۔''الْغَمَامِ''اسم جنس ہے۔ اُردو میں یہ مفہوم بادلوں سے ادا ہوگا۔ ''قُضِیَ'' کا نائب فاعل ''الْاَمْرُ'' ہے اور اس پر لامِ جنس ہے۔''تُرْجَعُ'' کا نائب فاعل ''الْاُمُوْرُ'' ہے اور متعلق فعل ''اِلَی اللّٰہِ'' کوتاکید کے لیے مقدم کیا گیا ہے۔

ترجمہ:

هَلْ يَنْظُرُوْنَ :وہ لوگ کیا انتظار کرتے ہیں	اِلَّآ :سوائے اس کے
اَنْ يَّاْتِيَهُمُ :کہ آئے ان کے پاس	اللّٰهُ :اللہ
فِيْ ظُلَلٍ :سائبانوں میں	مِّنَ الْغَمَامِ :بادلوں کے
وَالْمَلٰۤئِكَةُ :اور فرشتے	وَقُضِيَ:اور فیصلہ کیا جائے
الْاَمْرُ :سارے مسئلے کا	وَاِلَى اللّٰهِ:اوراللہ کی طرف ہی
تُرْجَعُ :لوٹائے جائیں گے	الْاُمُوْرُ :تمام مسئلے

نوٹ (۱) : اگر آپ کسی سے پوچھیں کہ تم میوزیم گئے تھے' وہاں تم نے کیا دیکھا اور جواب میں وہ کہے کہ کیا دیکھا سوائے اس کے کہ......... اب نوٹ کریں کہ اس جواب میں حرفِ استفہام ''کیا'' نفی کے معنی دے رہا ہے' اور اس کا مطلب یہ ہے کہ کچھ نہیں دیکھا سوائے اس کے کہ۔ اسی طرح اس آیت میں ''ھَلْ'' بھی نفی کے مفہوم میں آیا ہے' یعنی وہ لوگ کوئی انتظار نہیں کرتے سوائے اس کے کہ۔

نوٹ (۲) : مادہ ''ن ظ ر'' راہ دیکھنے یا انتظار کرنے کے معنی میں عام طور پر باب افتعال سے آتا ہے لیکن کبھی ثلاثی مجرد سے بھی اس مفہوم میں استعمال ہوتا ہے۔ یہ آیت اس کی ایک مثال ہے۔